امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت

چند جھلکیاں

از قلم

مولانا حامد علی علیمی

(استاد جامعہ علیمیہ اسلامیہ، کراچی)

پیشکش

www.deenemubeen.com

فقاہت "دین کی سمجھ بوجھ" اور "حکمت و دانائی" کو کہتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمتِ عظمیٰ ہے وہ جسے چاہے اپنے فضل سے عطا فرما دیتا ہے تاہم دیتا اُسی کو ہے جو اس کا اہل ہو، چنانچہ قرآن کریم کی سورۂ بقرہ آیت ۲۶۹ میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾۔ ترجمہ: "اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اُسے بہت بھلائی ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے"۔ نیز بحکمِ قرآن، دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا دینی ذمہ داریوں میں سے ہے، سورۂ توبہ، آیت: ۱۲۲ میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ﴾، ترجمہ: "اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں"۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جسے امام بخاری و مسلم وغیرہ نے اپنی تصانیف میں روایت کیا: "مَنْ یُّرِدِ اللہُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَیُعْطِی اللہُ"۔ ترجمہ: "اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے، اور بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے"۔ نیز سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیہ (دین میں سمجھ رکھنے والے) کی شان کے بارے میں ارشاد فرمایا: "فَقِیْهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَی الشَّیْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ"۔ ترجمہ: "ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے جنہیں اس نعمت سے سرفراز فرمایا انہیں دنیائے اسلام میں "فقہاء" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے حضرات صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم میں بڑے جلیل القدر فقہاء گزرے ہیں اور ان کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام یافتگان میں سے چودھویں صدی ہجری کے ایک فقیہِ بے مثل امام احمد رضا خان حنفی (۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء) بھی ہوئے ہیں۔ جنہیں عرب و عجم کے اربابِ علم و فضل نے چودھویں صدی ہجری کا "مجدد" کہا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جتنا چاہا فقاہت کا ملکہ عطا فرمایا، جس کسی کو یہ دیکھنا ہو وہ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ بنام "العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ" معروف بہ "فتاویٰ رضویہ" (۳۳ جلدوں میں) اور فتاویٰ شامی پر عربی حواشی بنام "جد الممتار" (۵ جلدیں) ملاحظہ کرے، جن میں جگہ بہ جگہ فقاہت کے گوہر بکھرے ہوئے ہیں، جو مختلف علوم و فنون کا

سے متعلق ہیں۔ ذیل میں ان گوہر پاروں سے کچھ گوہر اہلِ نظر کی نذر کیے جاتے ہیں، تاکہ وہ انہیں پڑھیں اور امام احمد رضا خان حنفی کی فقاہت اور علمی جلالت کی شان جانیں۔

احکام شرعیہ کی اقسام:

(۱) فقہِ شافعی اور حنفی کی کتبِ فقہ و فتاویٰ میں مشہور احکام پانچ ملتے ہیں، بعض نے سات اور نو بھی ذکر کیے ہیں: واجب، مندوب، مکروہ، حرام، مباح، سنتِ ہُدیٰ، و سنتِ زائدہ، وار مکروہِ تحریمی وار مکروہِ تنزیہی۔ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ، ج ا، ص۹۰۸۔۹۰۹ پر حیرت انگیز تحقیق کرتے ہیں ان احکام کی مزید تقسیم کے متعلق فرماتے ہیں: "اقول: (میں کہتا ہوں) تقسیم اول (پانچ کے قول) میں کمالِ اجمال اور مذہب شافعی سے الیق ہونے کے علاوہ صحت مقابلہ اس پر مبنی کہ ہر مندوب کا ترک مکروہ ہو۔۔۔ نیز سنّت و مندوب میں فرق نہ کرنا مذہب حنفی و شافعی کسی کے مطابق نہیں۔ یہی دونوں کمی تقسیم دوم میں بھی ہیں، سوم و چہارم میں عدم مقابلہ بدیہی کہ سوم میں جانبِ فعل چار چیزیں ہیں اور جانبِ ترک دو۔ چہارم میں جانبِ فعل پانچ ہیں اور جانب ترک تین۔ پھر جانب ترک بسط اقسام کر کے تصحیح مقابلہ کیجئے تو اُسی مقابلہ نفل و کراہت سے چارہ نہیں مگر بتوفیق اللہ تعالی تحقیق فقیر سب خللوں سے پاک ہے، اُس نے ظاہر کیا کہ بلکہ احکام گیارہ ہیں پانچ جانبِ فعل میں متنازلاً فرض، واجب، سنّت مؤکدہ، غیر مؤکدہ، مستحب، اور پانچ جانبِ ترک میں متصاعداً خلافِ اَولیٰ، مکروہِ تنزیہی، اساءت، مکروہ تحریمی، حرام۔ جن میں میزان مقابلہ اپنے کمال اعتدال پر ہے کہ ہر ایک اپنے نظیر کا مقابل ہے اور سب کے بیچ میں گیارھواں مباح خالص۔ اس تقریر منیر کو حفظ کرلیجئے کہ ان سطور کے غیر میں نہ ملے گی اور ہزارہا مسائل میں کام دے گی اور صدہا عقدوں کو حل کرے گی کلمات اس کے موافق مخالف سب طرح کے ملیں گے مگر بحمد اللہ تعالی اس سے متجاوز نہیں فقیر طمع رکھتا ہے کہ اگر حضور سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور یہ تقریر عرض کی جاتی ضرور ارشاد فرماتے کہ یہ عطر مذہب وطراز مُذہَّب ہے والحمدللہ ربّ العٰلمین۔"

لفظ "بُوم" کی تحقیق اور ایک شُبہ کا اِزالہ:

(۲) فتاویٰ عالمگیری کی ایک عبارت میں بُوم (اُلّو) کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ بوم حلال ہے، چنانچہ سائل نے حیاۃ الحیوان دمیری اور دیگر کتب کے حوالے سے جب امام احمد رضا خان حنفی سے اس کے متعلق (جلد ۲۰، ص ۳۱۲پر) پوچھا تو آپ نے اُلّو کی حرمت ثابت کرنے کے بعد لفظِ "بُوم" کی تحقیق فرمائی، جس کا خلاصہ یہ ہے: "عالمگیری میں یہ عبارت

ایک قول (قیل) کے طور پر بیان کی گئی ہے جو اس کے ضعف پر دلیل ہے اور یہ بتاتی ہے کہ اس کی طرف بعض علماء گئے ہیں، اکثر علماء خلاف پر ہیں، اور حیاۃ الحیوان کا حوالہ تو سرے سے غلط ہے اس میں کہیں نہیں لکھا کہ حنفیہ اسے (اُلو کو) حلال جانتے ہیں اس میں صرف شافعیہ کے دو قول لکھے ہیں۔ پھر دیگر کتب سے دلائل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں: یوں ہی کتبِ طبیہ (طب کی کتابوں) سے ثابت کہ اُلّو کھانے والا، آدمی سے اُلو ہو کر رہ جاتا ہے، والعیاذ باللہ ربّ العلمین"۔ آخر میں رقمطراز ہوتے ہیں: "غرض جب وہ شکاری جانور ہے تو اس کے حرام ہونے میں اصلاً جائے کلام نہیں، رہا بعض عبارت حنفیہ میں لفظ "بوم" کی نسبت لفظ "یوکل" (حلال ہے) وارد ہونا: میں کہتا ہوں: نہ وہ اجماعی قاعدہ فقہِ حنفی وحدیثِ نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مقابل ہو سکتا ہے نہ مشاہدات کو رد کر سکتا ہے اس سے بالتعین اُلّو کی حلت ثابت ہی نہیں ہوتی، زبان عرب میں لفظِ "بوم" خاص اُلّو کے لیے موضوع نہیں، بلکہ ہر اس پرند پر اطلاق کیا جاتا ہے جو شب کو اپنے آشیانہ سے نکلتا ہے۔ علامہ دمیری حیاۃ الحیوان میں فرماتے ہیں: "جاحظ نے کہا اور اس کی اقسام ہامہ، صدی، ضوع، خفاش، غراب اللیل، بوم نامی پرندے ہیں اور یہ تمام نام مشترک ہیں، یعنی رات کو اپنے گھر سے نکل کر پرواز کرنے والے ہر پرندے پر بولتے ہیں۔۔۔ پس حنفیہ کی طرف حلت چغد کی نسبت ایک دھوکا ہے کہ اشتراک لفظ بوم سے پیدا ہوا، وباللہ التوفیق۔ واللہ تعالی اعلم"۔

(۳) کیا کوّا حلال ہے؟

آپ سے کوّے کی مختلف اقسام کی حلت وحرمت سے متعلق اس طرح سوال کیا گیا (جلد ۲۰، ص۳۱۹۔۳۲۰): "جو کوا کہ دانہ کھاتا ہے اور رنگ میں بالکل سیاہ ہوتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ اور جو کوا کہ دانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: دانہ خور کوا کہ صرف دانہ کھاتا اور نجاست کے پاس نہیں جاتا جسے "غراب زرع" یعنی کھیتی کا کوا کہتے ہیں، چھوٹا سا سیاہ رنگ ہوتا ہے، اور چونچ اور پنجے غالباً سرخ، وہ بالاتفاق جائز ہے، اور مُردار خور کوا جسے "غراب ابقع" بھی کہتے ہیں کہ اس کے رنگ میں سپیدی بھی سیاہی کے ساتھ ہوتی ہے، بالاتفاق ناجائز ہے، اور اسی حکم میں پہاڑی کوا بھی داخل کہ بڑا اور یک رنگ سیاہ ہوتا ہے اور موسم گرما میں آتا ہے، اور خلط کرنیوالا جسے "عقعق" کہتے ہیں کہ اس کے بولنے میں آواز عَقُ عَقُ پیدا ہوتی ہے، اس میں اختلاف ہے، اور اصح حل مگر کراہتِ تنزیہہ میں کلام نہیں۔

ہمارے دیار میں جو کالا کوا (زاغِ معروفہ) پایا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: کوا حرام ہے یا نہیں؟ الو حرام ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ کوے کہ ہمارے دیار میں پائے جاتے ہیں سب حرام ہیں، اُلّو حرام ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

علمِ اسماکیات (Ichthyology) میں مہارت:

(۴) آپ سے از قسم مچھلی "جریث"، "مار ماہی" اور "سنگی" کے متعلق فرق پوچھا گیا تو "عجائب المخلوقات"، "غایۃ الاوطار" اور "مبسوطِ امام محمد" وغیرہ کتب کے حوالے سے ایک تحقیقِ انیق رقم فرمائی اور ثابت کیا کہ یہ آپس میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ جسے پڑھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ "علم اسماکیات" پر کتنی مہارت رکھتے تھے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۰، ص ۳۲۳۔ ۳۳۲۔

(۵) کونسا پانی افضل ہے؟ فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۴۵۲ پانی کی جن اقسام سے وضو صحیح ہے ان میں آبِ زمزم شریف ذکر کرنے کے بعد اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: "سب سے اعلیٰ سب سے افضل دونوں جہان کے سب پانیوں سے افضل، زمزم سے افضل، کوثر سے افضل وہ مبارک پانی ہے کہ بارہابراہِ اعجاز (معجزۃً) حضور انور سیدِ اطہر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی انگشتانِ مبارک سے دریا کی طرح بہا اور ہزاروں نے پیا اور وضو کیا۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ وہ پانی زمزم و کوثر سب سے افضل، مگر اب وہ کہاں نصیب اور آگے ہر قسم کے پانی مذکور ہوں گے اُن کے سلسلے میں بلاضرورت اس کا نام لینا مناسب نہ جانا۔"

(۶) کیا غیر نبی کے لیے ممکن ہے کہ اسکی آنکھیں سو جائیں اور دل جاگتا رہے؟

"فتاویٰ رضویہ" جلد اول میں نیند سے وضو کب ٹوٹتا ہے اور کب نہیں، کی تحقیق کے دوران امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا وضو نیند سے نہیں ٹوٹتا جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ثابت ہے، اور اس کا سبب حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: بیشک میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔۔۔۔۔ میں کہتا ہوں: یعنی امت کے لحاظ سے سرکار کی یہ خصوصیت ہے ورنہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا یہی وصف ہے اس لئے کہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے رسول

اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتے، تو (خصوصیت بہ نسبت امت مراد لینے سے) وہ شبہ دور ہو گیا جو "کشف الرمز" میں پیش کیا ہے کہ اس امر کے خصائص سرکار سے ہونے کا مقتضٰی یہ ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ السلام کا یہ حال نہیں، اھ"۔

پھر مختلف دلائل سے غیر نبی کے لیے بھی یہ بات ممکن بتائی کہ اس کی آنکھیں سو جائیں اور دل بیدار رہے، جس کا خلاصہ یہ ہے، فرماتے ہیں: "کیا یہ ہو سکتا ہے کہ سرکار اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی وارثت کے طور پر ان کی امت کے اکابر میں سے کسی کو یہ وصف مل جائے؟ ملک العلما بحر العلوم مولانا عبد العلی محمد رحمۃ اللہ تعالی ارکان اربعہ میں لکھتے ہیں: اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے متبعین میں سے کوئی اس رتبہ کو پہنچ گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت سے نیند میں اس کا دل غافل نہ ہو تا صرف اس کی آنکھیں غافل ہو تیں، جیسے امام محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ اور ان کے علاوہ وہ اکابر جن کا یہ وصف رہا ہو اگر چہ غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مرتبے تک ان کی رسائی نہ ہو، تو یہ قول حق سے بعید نہ ہو گا، فافہم اھ۔

میں کہتا ہوں: شریعت سے اس بارے میں کوئی روک نہیں کہ یہ نبی کے سوا اور کے لئے نہیں ہو سکتا۔ یہ معاملہ وجدان کا ہے جسے یہ نصیب ہو وہی اس سے آشنا ہو گا تو انکار کی کوئی وجہ نہیں ترمذی نے۔ حسن بتاتے ہوئے۔ حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: دجال کا باپ اور اس کی ماں تیس سال تک اس حال میں رہیں گے کہ ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہو گا پھر ان کے ایک لڑکا پیدا ہو گا جو ایک آنکھ کا ہو گا ہر چیز سے زیادہ ضرر والا اور سب سے کم نفع والا، اس کی آنکھیں سوئیں گی اور اس کا دل نہ سوئے گا۔" الحدیث۔

اور اس حدیث میں ابن صیاد کے پیدا ہونے اور اس کے یہودی ماں باپ کے یہ کہنے کا بھی ذکر ہے کہ ہمارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو ایک آنکھ کا ہے ہر چیز سے زیادہ ضرر والا اور سب سے کم نفع والا، اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا اور اس میں خود ابن صیاد کا اپنے متعلق یہ قول مذکور ہے کہ ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

("سنن الترمذی"، کتاب الفتن، حدیث: ۲۲۵۵)۔۔۔الحاصل جب یہ بطورِ استدراج دجال اور ابن صیاد کے لئے ہو سکتا ہے تو مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی وراثت میں ان کی اُمت کے بزرگوں کے لئے بدرجہ اَولیٰ ہو سکتا ہے۔"

علمِ کلام میں مہارت:

قرآن کریم افضل یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؟

(۷) فتاویٰ شامی میں علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ یہ مسئلہ ذکر کرنے کے بعد کہ آیا قرآن مجید افضل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں قرآن کریم سے؟ فرماتے ہیں: چونکہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے لہٰذا توقف کرنا ہی بہتر ہے؟ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ "جد الممتار" میں اس پر فرماتے ہیں: "یہاں توقف کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ مسئلہ میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بالکل واضح ہے (وہ ایسے) کہ اگر قرآن کریم سے مراد مصحف (کتاب) یعنی کاغذ اور روشنائی ہے تو یہ دونوں حادث ہیں اور ہر حادث مخلوق ہے اور ہر مخلوق سے افضل، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور اگر قرآن کریم سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس کی صفت ہے تو شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات، تمام مخلوقات سے اعلیٰ و افضل ہیں، اور غیر خدا کیسے خدا کے برابر ہو سکتا ہے، پس اس طرح دونوں متضاد اقوال میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ تو جس نے قرآن کریم کے افضل ہونے کا کہا، اس کی قرآن سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام ہے، اور جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے کا کہا، اس کی قرآن سے مراد مصحف (کتاب، کاغذ و روشنائی) ہے، اور بے شک یہ کاغذ و روشنائی مخلوق ہے اور بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب مخلوقات سے افضل ہیں۔

علم الارضیات میں مہارت تامہ:

(۸) امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے تیمم کے متعلق پوچھا گیا کہ تیمم کی تعریف وماہیت شرعیہ کیا ہے؟ نیز تیمم کتنی چیزوں سے کرنا جائز ہے اور کتنی سے ناجائز؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ایک کتاب بنام "حسن التعمم لبیان حد التیمم"، جو تقریباً ۷۵۰ صفحات پر مشتمل ہے، تحریر فرمائی جو جلد۳، ص۳۱۱ سے جلد۴، ص۳۲۰ تک ہے۔ اس تحریر میں علم الارضیات سے متعلق ایسی نادر تحقیقات موجود ہیں جو شاید کسی اور کتاب میں ایک جگہ نہ مل سکیں۔ عموماً تیمم کے بیان میں پانی سے عجز کی بہت کم صورتیں ملتی ہیں لیکن امام احمد رضا خان حنفی خود اس تحقیق میں فرماتے ہیں: "۔۔۔یہ پانی

سے عجز کے پَونے دو سو صورتیں (۱۷۵) اس رسالہ کے خواص سے ہیں کہ اس کے غیر میں نہ ملیں گی اگرچہ جو کچھ ہے علمائے کرام ہی کا فیض ہے"۔

نیز وہ اشیاء کے جن سے تیمم جائز یا ناجائز ہے، عموماً کتب فقہ وفتاویٰ میں کم ہی درج ہوتی ہیں لیکن امام احمد رضا خان حنفی اپنی خداداد فقہی بصیرت سے انہیں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "یہ تین سو گیارہ ۳۱۱ چیزوں کا بیان ہے ۱۸۱ سے تیمم جائز جن میں ۷۴ منصوص اور ۱۰۷ زیاداتِ فقیر، اور ۱۳۰ سے ناجائز جن میں ۵۸ منصوص اور ۷۲ زیاداتِ فقیر ایسا جامع بیان اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا بلکہ زیادات درکنار اتنے منصوصات کا استخراج بھی سہل نہ ہو سکے گا"۔

اس کتاب کے بارے میں آخر میں فرماتے ہیں: "الحمدللہ کتاب مستطاب "حسن التعمّم لبیان حد التیمم" مسودہ فقیر سے اٹھارہ ۱۸ جز سے زائد میں بأحسن وُجوہ تمام ہوئی جس میں صدہا وہ اَبحاثِ جلیلہ ہیں کہ قطعاً طاقتِ فقیر سے بدرجہا وراہیں مگر فیض قدیر عاجز فقیر سے وہ کام لے لیتا ہے جسے دیکھ کر انصاف والی نگاہیں کہ حسد سے پاک ہوں ناخواستہ کہہ اُٹھیں:

ع: کم ترك الاول للاخر (اگلے پچھلوں کے لئے کتنا چھوڑ گئے۔)

کتنے مسائل جلیلہ معرکۃ الآرا بحمدہ تعالی کیسی خُوبی وخوش اسلوبی سے طے ہوئے وللہ الحمد، کتاب میں اصل مضمون کے علاوہ آٹھ ۸ رسائل ہیں:

(۱) سمح الندری فیمایورث العجزعن الماء (۱۳۳۵ھ)۔ کہ وقتِ طبع حاشیہ پر اس کا نام لکھنا رہ گیا۔

(۲) الظفر لقول زفر (۱۳۳۵ھ)۔ (۳) المطر السعید علی نبت جنس الصعید (۱۳۳۵ھ)۔

(۴) الجد السدید فی نفی الاستعمال عن الصعید (۱۳۳۵ھ)۔

یہ چار ضمنیہ ہیں:

(۵) باب العقائد والکلام (۱۳۳۵ھ)۔ (۶) قوانین العلماء فی متیمم علم عند زید ماء (۱۳۳۵ھ)۔

(۷) الطلبة البدیعة فی قول صدر الشریعة (۱۳۳۵ھ)۔ (۸) مجلی الشمعة لجامع حدث ولمعة (۱۳۳۵ھ)۔"

اس کے علاوہ اور بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے تاہم از راہ اختصار انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے آخر میں اہلِ انصاف سے انصاف کی گزارش ہے کہ تعصب و حسد سے ماورا ہو کر امام احمد رضا خان حنفی کے صحیح مقام و مرتبہ کو سمجھنے کی کوشش کریں، یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات خصوصاً "فتاوی رضویہ" کو پڑھیں اور محض سُنی سنائی افواہوں اور سازشوں سے ایک عالمِ دین کے بارے میں بُری رائے قائم نہ کریں۔